مفتی عارف محمود قسط:۲

کریڈٹ کارڈ- تعارف اور فقہی جائزہ

قول ثانی: کریڈٹ بمعنی الثقہ (اعتماد): عام ماہرین اقتصادیات کے نزدیک کریڈٹ اس اعتماد کو کہتے ہیں جس کے نتیجے میں کوئی شخص یا مالیاتی ادارہ اسے مستقبل میں ادائیگی کی بنیاد پر ضروریات پوری کرنے کی قدرت دیتا ہے۔(۲۹) الائتمان "الأمان" اور "الأمانة" سے باب افتعال کا مصدر ہے، جب کہ الأمان، سچائی، اطمینان، عہد، طرف داری کو کہتے ہیں، اور مامون بہ (جس کے ذریعے دوسرے کو امن والا بنایا جاتا ہے) وہ اعتماد ہے۔(۳۰) ماہرین اقتصادیات کے نزدیک ائتمان کی تعریف یہ ہے کہ ''موجودہ قیمت (یعنی اشیاء سامان وغیرہ) کا تبادلہ کرنا اس کے برابر قیمت مؤجلہ کے وعدے کے مقابلے میں اور غالباً یہ قیمت نقد میں ہوتی ہے۔(۳۱) جب کہ بینک کی اصطلاح میں ایسے عقد کو کہتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ کسی شخص کو ایک معین مبلغ کا اعتماد جاری کرتا ہے۔(بطاقات الائتمان البنكية في الفقه الإسلامي: ٤٤) اور مالیاتی شعبوں میں ائتمان اس قرض کو کہتے ہیں جو بینک کسی بھی شخص کو فراہم کرتا ہے۔(۳۲)

کریڈٹ کارڈ کی اصطلاحی تعریف: مجمع الفقہ الاسلامی جدہ نے اپنے ایک اجلاس جو ۷-۱۲/۱۱/۱۴۱۲ھ میں ہوا، قرار داد نمبر (۷/۱/۵۶) کے ذریعے کریڈٹ کارڈز کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے: ''یہ ایک سند ہے، جو جاری کنندہ ایک عقد کی بناء پر کسی شخص حقیقی یا معنوی کو فراہم کرتا ہے، اور وہ اس کو اس سند کے ذریعے اشیاء کی خریداری اور سہولیات کے حصول پر قدرت دیتا ہے، اس پر فوری ادائیگی واجب نہیں ہوتی، کیوں کہ جاری کنندہ اس کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری قبول کرتا ہے (اس شرط پر کہ وہ بعد میں اسے ادا کردے گا، بعض جاری کنندہ ایک معین مدت کے بعد غیر ادا شدہ بلوں کی مقدار پر جرمانے کے نام سے سودی فوائد حاصل کرتے ہیں''۔(۳۳) بعض حضرات نے (Debit Card) اور (Charge Card) کو بھی کریڈٹ کارڈز کی عمومی تعریف میں داخل کیا ہے، جب کہ وہ اس کی تعریف میں اصالتاً نہیں، بلکہ تغلیباً داخل ہوتے ہیں۔ کریڈٹ کارڈ (Credit Card) کو عربی میں: "بطاقة الإقراض بزيادة ربوية والتسديد على أقساط" (٣٤)، "بطاقة الائتمان الإقراضية" (٣٥)، اور ''بطاقة الائتمان'' بھی کہتے ہیں۔(۳٦) یعنی سودی بنیادوں پر قرض فراہم کرنے والا اور قسط وار ادائیگی کا کارڈ۔ کریڈٹ کارڈ کی اب تک پانچ اقسام وجود میں آئی ہیں: ۱-عام کارڈ، یا سلور کارڈ، ۲-ممتاز کارڈ، یا گولڈن کارڈ (۳)، ۳-پلاسٹک کارڈ (Premium Card) (۳۸)، ۴- گولڈ کارڈ، ۵- کوبرانڈیڈ کارڈ (Co-branded Card)۔(۳۹)

کریڈٹ کارڈ کا فقہی جائزہ: خریداری کے وقت کریڈٹ کارڈ کی دو حالتیں ہوتی ہیں: ۱- عربی میں اس حالت کو

"بطاقة مغطاة" کہتے ہیں، مطلب یہ کہ اس سے مراد وہ کارڈ ہے جس کے اجراء کے وقت بینک صارف پر لازم کرتا ہے کہ وہ اپنے اکاؤنٹ میں کارڈ استعمال کرنے کی صورت میں مہیا کی گئی قرض کی آخری مقدار کے برابر رقم جمع کروادے، اور وہ رقم جب تک کارڈ استعمال ہوتا رہے گا اس کے اکاؤنٹ میں باقی رہے گی، جیسے ڈیبٹ کارڈ (Debit Card)۔ ۲- دوسری حالت کو عربی میں "بطاقة غیر مغطاة" کہتے ہیں، یعنی مراد وہ کارڈ ہے جس کے اجراء کے لیے بینک صارف پر رقم جمع کروانے کی کوئی شرط نہیں رکھتا کہ وہ اپنے اکاؤنٹ میں کارڈ کے ذریعے فراہم کی گئی قرض کی مقدار کے برابر رقم رکھے۔ (۴۰) جیسے چارج اور کریڈٹ کارڈ۔ پہلی حالت (ڈیبٹ کارڈ، تکییف): وہ کارڈ جن کے اجراء کے لیے بینک اکاؤنٹ میں رقم کا ہونا ضروری ہے، جیسے ڈیبٹ کارڈ (Debit Card) معاصر علماء کی بڑی تعداد نے اس کی فقہی تکییف بطور ''حوالہ'' کے کی ہے، چنانچہ پروفیسر صدیق محمد امین الضریر، (۴۱) ڈاکٹر محمد قری بن عبید، (۴۲) مولانا رحمت اللہ ندوی، (۴۳) ڈاکٹر وہبہ زحیلی، (۴۴) اور فقہ اکیڈمی انڈیا کے مفتی عبداللطیف پالنپوری، اور ایک قول میں مولانا ابرار خان ندوی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا محمد اعظم ندوی، مولانا زبیر احمد قاسمی، مولانا محمد ارشد فاروقی، (۴۵) وغیرہ نے ڈیبٹ کارڈ کی فقہی تکییف ''عقد حوالہ'' سے کی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہ نے بھی اسے ''حوالہ'' کے ذیل میں ذکر فرمایا ہے۔ (۴۶) مجمع الفقہ الإسلامی نے اپنے پندرہویں سمینار (جو کہ مسقط میں منعقد ہوا تھا) میں یہ قرارداد منظور کی ہے کہ ڈیبٹ کارڈ جاری کرنا اس کے ذریعہ خرید وفروخت وغیرہ جائز ہے، اس شرط پر کہ ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ (سودی فائدہ) نہ دینا پڑتا ہو۔ (۴۷) ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی کہتے ہیں کہ ڈیبٹ کارڈ جارڈ کرنے کے جواز کی دو شرطیں ہیں: ۱- صاحبِ کارڈ اپنے بیلنس، یا ڈپازٹ سے رقم نکالے گا۔ ۲- اس کارڈ کے ذریعے معاملہ کرنے پر کوئی اضافی سود مرتب نہیں ہوگا۔ (۴۸) فقہ اکیڈمی انڈیا کے مولانا محمد شوکت ثناء قاسمی صاحب ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ کو جائز قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''البتہ خرید وفروخت کی صورت میں اگر قیمت کی ادائیگی کسی طرح غرر، یا بائع مشتری میں سے کسی کو ضرر ہو، تو پھر اس کے ذریعہ خرید وفروخت قابل غور ہوگی۔ (۴۹) حاصل یہ ہوا کہ معاصر علماء کی اکثریت نے بطاقۃ مغطاۃ یعنی ڈیبٹ کارڈ کو عقد حوالہ قرار دیا ہے، کارڈ ہولڈر کو محیل، کارڈ جاری کنندہ جو کہ کارڈ ہولڈر کا مدیون بنتا ہے، اسے محال علیہ اور تاجر کو محال سے تعبیر کیا، اس سے استفادہ کو جائز قرار دیا، البتہ یہ شرط رکھی گئی ہے کہ کارڈ ہولڈر اپنے ہی بیلنس سے رقم نکالے، اور اس پر ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے سودی فائدہ مرتب نہ ہوتا ہو، اسی طرح قیمت ادائیگی میں غرر اور بائع ومشتری کسی کا ضرر بھی نہ ہو، وگرنہ ان خرابیوں کی وجہ سے ڈیبٹ کارڈ سے استفادہ اور اس کا اجراء ان علماء کے نزدیک ناجائز قرار پائے گا۔

دوسری حالت (کریڈٹ کارڈ، چارج کارڈ): بطاقۃ غیر مغطاۃ یعنی کریڈٹ وچارج کارڈ کو خرید وفروخت کے لیے استعمال کرتے وقت، اس کی تکییف فقہی میں معاصر علماء کا اختلاف ہے، اس بارے میں متعدد آراء ہیں، ذیل میں

ان کا خلاصہ ذکر کیا جائے گا۔ پہلی رائے اس کی تکییف فقہی میں یہ ہے کہ یہ '' قرض '' ہے، ڈاکٹر بکر بن عبداللہ ابو زید، (۵۰) ڈاکٹر عبدالوہاب ابوسلیمان، (۵۱) ڈاکٹر محمد بالوالی، (۵۲) اور فقہ اکیڈمی انڈیا کے بہت سے ارکان نے اس کی تکییف '' قرض '' سے کی ہے۔

پہلی تکییف '' قرض '' پر ہونے والے اعتراضات : بطاقۃ غیر مغطاۃ یعنی کریڈٹ وچارج کارڈ کی فقہی تکییف '' قرض '' پر فقہی اعتبار سے درج ذیل اعتراضات وارد ہوتے ہیں: ۱۔ مقرض ومستقرض کے درمیان دوطرفہ تعلق ہوتا ہے، یعنی اس میں عاقدین دو ہوتے ہیں، قرض دینے والا اور قرض لینے والا، جب کہ کارڈ کی صورت میں عقد تین اطرف میں پایا جاتا ہے، دائن یعنی تاجر، مدیون یعنی کارڈ ہولڈر اور قرض ادا کرنے والا بینک، کارڈ ہولڈر کی طرف سے ادائیگی کرنے والا کارڈ جاری کنندہ بینک دین کی ادائیگی میں حامل کارڈ کا نائب سمجھا جائے گا، اس لیے کہ بینک کو یہاں پر متبرع ماننا ممکن نہیں، لہذا بینک یا تو حامل کا کفیل ہوگا، یا وکیل، یا محال علیہ''۔ (۵۳)

۲۔ بسا اوقات کارڈ ہولڈر کارڈ کو استعمال میں نہیں لاتا، جب کہ قرض میں یہ ضروری ہے کہ مال کی ادائیگی اور اس کا بدل واپس کیا جائے جیسے کہ قرض کی تعریف فقہی میں مذکور ہے: دفع مال إرفاقاًلمن ینتفع به ویردبدله له''. (٥٤) ''کسی کو مال دینا بطور احسان کہ وہ اس سے نفع اٹھائے اور اس کا بدل اسے واپس لوٹائے۔'' یا قرض ایک عقد مخصوص کو کہتے ہیں کہ دوسرے کو مال مثل دیا جائے تا کہ وہ (بعد میں) اس کا مثل لوٹائے۔ (۵۵) قرض میں قبضہ کا پایا جانا ضروری ہے، اس لیے کہ عقد قرض میں تصرف قبضہ موقوف ہوتا ہے، اور ملکیت بھی اسی پر موقوف ہوتی ہے۔ (۵٦) جب کہ ''بطاقۃ غیر مغطاۃ'' میں کسی نوع کا بھی قبضہ نہیں پایا جاتا ہے، اس لیے کہ کارڈ ہولڈر کا کوئی بیلنس نہیں ہوتا ہے، اسی کے بارے میں ڈاکٹر علی السالوس کہتے ہیں: ''ولکن لوفرضنا أن البطاقة هذه لیس لها رصید، فحامل البطاقة سوف یدفع فیما بعد، إذن فالدفع بالطاقة لایعتبر قبضاً''. (٥٧) یعنی: اگر ہم یہ فرض کریں کہ اس کارڈ کا کوئی بیلنس نہیں، کارڈ ہولڈر بعد میں ادائیگی کر دے گا، تو کارڈ کے ذریعے ادائیگی کو قبضہ نہیں سمجھا جائے گا۔''

۳۔ قرض کی تعریف اور حقیقت یہ ہے کہ وہ بطور احسان کے ہوتا ہے، جب کہ بینک عمومی طور سے کوئی بھی چیز بغیر اجازت کے نہیں دیتے، لہذا قرض سے زائد جو بھی اجرت وصول کی جائے گی وہ سود شمار کی جائے گی۔ (۵۸)

۴۔ کارڈ کی تکییف بطور قرض کے کرنا، یہ اس کے تمام حالات ومراحل کا احاطہ نہیں کرتا، اس کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد عبدالحلیم لکھتے ہیں: ''اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ بینک کارڈ ہولڈر کی طرف سے معین رقم کی تاجر کو ادائیگی کے بعد اس بعد کا حق رکھتا ہے کہ وہ حامل بطاقۃ سے اس مبلغ کا مطالبہ کرے، کیوں کہ اس ادائیگی کے نتیجے میں بینک کارڈ ہولڈر کا دائن بنتا ہے (اور دائن کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ مدیون سے اپنے دین کا مطالبہ کرے) جب کہ

کارڈ کے اجراء اور تاجر سے معاہدے پر دستخط کرتے وقت کسی طرح کے قرض لین دین کا وجود نہیں ہوتا''۔(۵۹)

۵-یہاں ایک اشکال یہ ہے کہ مقرض یعنی قرض دینے والا کون ہے؟ قرض لینے والا تو معلوم اور متعین ہے، اور وہ کارڈ ہولڈر ہے، قرض کے احکام میں یہ بنیادی شرط ہے کہ قرض دینے والا اہل تبرع میں سے ہو، وگرنہ قرض دینا شرعاً درست نہ ہوگا، کیوں کہ اہل تبرع میں سے نہ ہونے کی وجہ سے اہلیت بھی نہ ہوگی، جب اہلیت نہیں ہوگی تو قرض کیسے دے گا، بہرحال قرض دینے والا مجہول ہے، یہ معلوم نہیں کہ قرض دینے والے یہاں بورڈ آف ڈائریکٹران ہیں، یا شخص قانونی یا کوئی اور؟ بینک کسی حال میں بھی اس کی تعیین نہیں کرتے، عام طور سے تو نفع لیتے وقت بورڈ آف ڈائریکٹران اور شرکاء سامنے آتے ہیں، اور نقصان کے وقت ایک فرضی تصور ''شخص قانونی'' کو شخص حقیقی باور کرواکے آگے کردیا جاتا ہے، اگرچہ دستاویزات میں پہلے والے معاملے میں بھی شخص قانونی کا تذکرہ ہوتا ہے، مگر درحقیقت نفع لینے والے تو بینک کے مالکان ہی ہوتے ہیں، اگر شخص قانونی کو مقرض مان بھی لیا جائے تو اس پر ہونے پر تمام اعتراضات یہاں بھی وارد ہوں گے۔

دوسری رائے (وکالہ): ''بطاقۃ غیر مغطاۃ'' کی تکییف کے سلسلے میں دوسری رائے وکالہ کی ہے، جن علماء نے اسے وکالت قرار دیا ہے ان میں ڈاکٹر وہبہ مصطفیٰ زحیلی صاحب ہیں، وہ کہتے ہیں: ''یہ کارڈ حوالہ کے قبیل سے ہے، آج بینکوں میں پایا جانے والا حوالے پر اجرت لی جاتی ہے، تو ممکن ہے کہ اسے ہم اس قبیل سے مان لیں، یا اُجرت پر وکالت کے قبیل سے مانیں''۔(۶۰) ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہ صاحب کے مطابق کارڈ کا یہ نظام وکالت اور کفالت دونوں کو متضمن ہے، جب کہ (مروجہ) اسلامی بنکوں کے حوالے سے یہ قرضہ حسنہ بھی ہے، ان کہنا ہے: کارڈ کے استعمال میں اصل یہ ہے کہ اس میں توکیل اور کفالت پائی جاتی ہے، اور بعض دفعہ قرضہ حسنہ کی صورت ہوتی ہے ان بینکوں میں جو صارف کا اکاؤنٹ (بیلنس) سے براہ راست ادائیگی کو شرط قرار نہیں دیتے، بلکہ کارڈ جاری کنندہ اس کی طرف سے ادا کرتا ہے پھر اپنا حق وصول کرتا ہے''۔(۶۱) دوسری تکییف (وکالہ) پر ہونے والے اعتراضات ''بطاقۃ غیر مغطاۃ'' یعنی وہ کارڈ جس کے اجراء کے لیے بینک کے پاس بیلنس رکھوانا مشروط وضروری نہ ہو، اس کی تکییف بطور وکالہ پر وارد ہونے والے اعتراضات درج ذیل ہیں: ۱-وکالت میں عقد کا تعلق طرفین یعنی وکیل اور مؤکل کے درمیان ہوتا ہے، جب کہ کارڈ میں یہ تعلق تین اطراف پر مشتمل ہوتا ہے، کارڈ ہولڈر، کارڈ جاری کنندہ اور تاجر۔

۲-عقد وکالہ میں وکیل کو مؤکل کی طرف سے دین کی ادائیگی پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے، (۶۲) جب کہ کارڈ کے معاملے میں وکیل یعنی کارڈ جاری کرنے والا کارڈ ہولڈر یعنی مؤکل کی طرف سے دین کی ادائیگی پر مجبور ہوتا ہے۔(۶۳)

۳-وکالت میں یہ ضروری ہے کہ محل وکالہ یعنی جس چیز کے بارے میں وکیل بنایا جارہا ہو، وہ عقد کے وقت موجود ہو، جب کہ کارڈ میں محل وکالت یعنی دین عقد کے وقت موجود نہیں ہوتا ہے۔(۶۴)

۴-مؤکل جن چیزوں میں خودتصرف کرسکتا ہے،انہی میں وکیل بنا سکتا ہے،اگر مؤکل نے وکیل کومطلق اپنا قائم مقام بنایا،تو یہ اس بات کا مقتضی ہے، وکیل کوبھی اس چیز کا اختیار ہو،جس کا مؤکل اختیار رکھتا ہے،کارڈ والے معاملے میں مؤکل یعنی کارڈ ہولڈر، تاجر کوخود ادائیگی نہیں کرسکتا ہے۔

۵-وکالت میں مال وکیل کے پاس امانت ہوتا ہے،اگر بغیر تعدی کے ہلاک وضائع ہوجائے تواس پرکوئی ضمان نہیں، جب کہ کارڈ ہولڈر کا مال اور رقم کارڈ جاری کنندہ کے پاس ہر حال میں مضمون ہوتے ہیں۔(۶۵)

۶- کارڈ والے معاملے پر وکالت منطبق نہیں ہوتی،اور نہ ہی وکیل کے اوپر لازم ہے کہ وہ مؤکل کی طرف سے اپنے مال سے ادائیگی کرے،ورنہ یہ کفالت کی شکل اختیار کرلے گا۔(۶۶)

۷- کارڈ جاری کنندہ تاجر کے حقوق کا ضامن بھی ہوتا ہے،ایک ہی شخص کوضامن اور وکیل بنانا حنفیہ کے ہاں درست نہیں،اس سے وکالت باطل ہوجاتی ہے۔(۶۷) یہاں یہ نہیں ہوسکتا کہ کفالت باطل ہوجائے،اور وکالت باقی رہے،اس لیے کہ کفالت وکالت سے اقوی ہوتی ہے تو وہی ناسخ بنے گی۔(۶۸) لہذا وکالت باطل ہوجائے گی نہ کہ کفالت۔لہذا مذکورہ اعتراضات کی وجہ سے''عقد بطاقۃ'' کی فقہی تکییف وکالہ سے کرنا درست نہیں، کیوں کہ وکالت اپنے تمام ارکان وشروط کے ساتھ اس معاملے پر منطبق نہیں ہوتی ہے۔

تیسری رائے (حوالہ): ''بطاقۃ غیر مغطاۃ'' کی فقہی تکییف میں تیسری رائے یہ ہے کہ، یہ حوالہ ہے، معاصر علماء میں سے ڈاکٹر رفیق مصری، (۶۹) شیخ عبداللہ بن منیع، (۷۰) اور ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی (۷۱) وغیرہ نے اس کو اختیار کیا ہے۔تیسری تکییف (حوالہ) پر ہونے والے اعتراضات ''بطاقۃ غیر مغطاۃ'' کی فقہی تکییف ''حوالہ'' پر درج ذیل اعتراضات وارد ہوتے ہیں:۱-حوالہ کی تعریف یہ ہے :دَین کو محیل سے محال علیہ کے ذمہ کی طرف منتقل ومحول کرنا(۷۲)،اس کا تقاضہ یہ ہے کہ محال علیہ محیل کا مدیون ہو، جب کہ کارڈ میں ایسا نہیں ہوتا، کیوں کہ کارڈ کے اجراء کے وقت، یا تاجر سے معاہدے کے وقت کسی کا کسی پر کوئی دَین نہیں ہوتا۔(۷۳) دَین کے ثبوت پر وہ معاملہ وکالت یا کفالت قرار دیا جائے گا۔(۷۴) شیخ ابراھیم الدبو نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ پر حوالہ کا مفہوم بھی منطبق نہیں ہوتا،اس لیے کہ حوالہ تو محال علیہ کے ذمہ کسی دَین سابق کا تقاضا کرتا ہے اور اس میں محیل کی رضا کا پایا جانا ضروری ہے، جب کہ یہاں ''بینک'' پر کوئی دَین سابق نہیں پایا جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس مسئلہ کو حوالہ کے قبیل سے سمجھا جائے اور ہمارے نزدیک اس مسئلہ میں محیل کی رضا کا کوئی تصور بھی نہیں پایا جاتا۔(۷۵)

۲-حوالہ جب مکمل ہوجائے تو وہ محیل کا دَین سے بری ہوجانے کا تقاضا کرتا ہے، چناں چہ علامہ موصلی فرماتے ہیں :یعنی جب حوالہ مکمل ہو جائے تو محیل (دَین) سے بری ہو جا تا ہے(۷۶)، جب کہ کارڈ والے معاملہ میں کارڈ

ہولڈر صرف حوالہ کے مکمل ہونے سے بری نہیں ہوتا۔

۳۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہاں دَین کی ادئیگی کا ذمہ کارڈ ہولڈر سے کارڈ جاری کنندہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، تو پھر بھی اس سے بھی مکمل طور سے حوالہ متحقق نہیں ہوتا، کیوں کہ کوئی بھی تاجر کارڈ ہولڈر کو کوئی شئے یا خدمت صرف اس لیے فراہم کرتا ہے کہ اسے پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ بینک نے کارڈ ہولڈر کی طرف سے ادائیگی کی ذمہ داری قبول کی ہے، تو گویا یہ کفالہ کی طرح کوئی چیز لینا ہے (حقیقت میں حوالہ نہیں)۔ (۷۷)

چوتھی رائے (وکالہ مع کفالہ): بطاقۃ غیر مغطاۃ کی فقہی تکییف میں چوتھی رائے ''وکالہ مع الکفالہ'' کی ہے، یہ رائے ڈاکٹر مصطفٰی الزرقا صاحب (۷۸) ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہ صاحب (۷۹) مفتی سید باقر ارشد صاحب بنگلور، مولانا محمد شوکت ثناء قاسمی صاحب (حیدرآباد ہند) کی ہے۔ (۸۰) چوتھی تکییف پر ہونے والے اعتراضات وکالہ پر ہونے والے اعتراضات پہلے بیان ہو چکے ہیں، یہاں وکالہ اور کفالہ دونوں کو ایک ساتھ جمع کرنے کی صورت میں جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا مقصود ہے۔

۱۔ جمع بین الوکالہ والکفالہ صحیح نہیں، فقہاء نے اس کی وجہ بیان کی ہے، چناں چہ کنز الدقائق کی شرح تبیین الحقائق میں علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں: اگر ایک شخص کا دوسرے پر دَین (قرض) ہو اور اس کی ایک آدمی نے کفالت کر لی تو طالبِ دَین نے کفیل کو وکیل بنایا اس دین پر قبضہ کرنے کا، تو یہ توکیل درست نہ ہوگی، اس لیے کہ وکیل تو وہ ہوتا ہے کہ جو دوسرے کے لیے کام کرتا ہے جب کہ یہاں اگر اس وکالت کو درست قرار دیا جائے تو پھر وکیل اپنے لیے کام کرنے والا بن جائے گا، بایں طور سے کہ جس دین کی اس نے کفالت کی تھی اب اسی پر قبضہ کر کے اپنا ذمہ بری کرنے کی کوشش کرنے والا ہوگا، لہذا اس سے رکنِ وکالت ختم ہو جائے گا تو کفیل کو وکیل بنانا بھی باطل ہو جائے گا۔ (۸۱)

۲۔ وکالت اور کفالت کے مفہوم میں منافات ہے، کیوں کہ وکیل تو امین ہوتا ہے، جب کہ کفیل تو ضامن ہوتا ہے۔ (۸۲) ان اعتراضات سے واضح ہوا کہ وکالت اور کفالت دونوں ایک ساتھ کارڈ جاری کرنے کے عمل اور اس کے استعمال پر مکمل طور سے منطبق نہیں ہوتے، لہذا یہ تکییف بھی درست نہیں۔ (۸۳)

پانچویں رائے (کفالہ): بطاقۃ غیر مغطاۃ کی فقہی تکییف میں پانچویں رائے ''کفالہ'' کی ہے، یہ رائے ڈاکٹر نزیہ حماد صاحب، (۸۴) ڈاکٹر محمد عبدالحلیم صاحب، (۸۵) ڈاکٹر عبداللہ سعدی صاحب، شیخ علی محی الدین القرۃ الداغی صاحب، ڈاکٹر محمد القری صاحب، (۸۶) مولانا خورشید احمد صاحب اعظمی صاحب، مفتی محمد عبدالرحیم قاسمی اور مولانا خورشید انور اعظمی صاحب وغیرہ کا ہے۔ (۸۷) چوتھی تکییف کفالہ پر ہونے والے اعترضات: اس تکییف پر مختلف اعتراضات کیے گئے ہیں: ۱۔ کفالت (ضمان) چوں کہ شریعت اسلامی کی نگاہ میں ان اعمال بر میں سے ہے جن کے

ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے، لہٰذا اس پر کسی طرح کی اجرت لینا درست نہیں، اجرت چاہے کم ہو یا زیادہ ، کسی بھی نام وعنوان سے لی جائے درست نہیں، چناں چہ علامہ صاوی نے ایک حدیث نقل کی ہے:''ثلاثة لا تكون إلا للّٰه الجعل، والضمان ،والجاه ". (۸۸) یعنی تین چیزیں صرف اللہ کے لیے ہوتی ہیں: انعام، ضمان اور مرتبہ۔ علامہ ابوبکر بن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''أجمع من كل تحفظ عنه من أهل العلم على أن الحمالة بجعل يأخذه الحميل لاتحل ولا تجوز ".(۸۹) یعنی تمام اہلِ علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ تاوان یا خون بہا کی ادائیگی پر ضامن کی طرف سے لی جانے والی کوئی بھی اجرت جائز وحلال نہیں۔ کفالت (ضمان) کے اس اصل شرعی کی روشنی میں کریڈٹ کارڈ کا معاملہ جو کفالت کو متضمن ہے اس میں ضامن (یعنی بینک) کے لیے کسی طرح کی اجرت لینا جائز نہیں، چاہے کارڈ ہولڈر سے ہو یا تاجر سے یا ان دونوں کے علاوہ کسی تیسرے فرد سے، بہر حال اجرت لینا جائز نہیں (جب کہ عقد بطاقۃ میں صورت حال یہ ہے کہ بینک کارڈ ہولڈر اور تاجر دونوں سے اجرت لیتا ہے۔(۹۰)

۲۔ فقہائے شافعیہ کفالت کے جواز کے لیے دَین مضمون کا عقد کے وقت یقینی طور سے پائے جانے کو شرط قرار دیتے ہیں، کیوں کہ یہ ایک وثیقہ (قرض کا اقرار) ہے تو شہادت (گواہی) کی طرح ثبوت حق سے متقدم نہیں ہو سکتی۔(۹۱) چوں کہ عقد بطاقۃ میں بھی ثبوت دین سے قبل ہی عقد ہوجاتا ہے اس لیے وہ درست نہیں۔

۳۔ کفالہ کی تکییف پر ہونے والے اعتراضات میں ایک بنیادی اعتراض یہ بھی ہے کہ کفالہ میں تو اصیل اور کفیل دونوں سے مطالبہ کرنا جائز ہے، جب کہ کریڈٹ کارڈ والے معاملے میں تاجر صرف کفیل یعنی بینک سے مطالبہ کرسکتا ہے، کارڈ ہولڈر سے مطالبہ کرنے کا حق نہیں، یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ بینک ادائیگی کرتا ہے اور کبھی ادائیگی سے پیچھے نہیں ہٹتا اور نہ ہی انکار کرتا ہے، لیکن کفالت کی صورت میں شریعت نے تاجر کو اصیل سے مطالبہ کا جو حق دیا ہے اس کو ختم کرنے کا کسی کو اختیار نہیں، چوں کہ بینک کے طے شدہ قواعد وضوابط کے تحت تاجر کارڈ ہولڈر یعنی اصیل سے مطالبہ نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ تو کارڈ دکھا کر اپنے ذمہ سے بری ہو گیا ہے، تو اس صورتحال میں عقد بطاقۃ پر کفالہ کی تکییف صادق نہیں آتی۔ غرض اگر برأت اصیل کی شرط کو درست مان لیا جائے جیسا کہ حنفیہ اور مالکیہ کے یہاں ہے تو پھر یہ عقد بطاقۃ کفالہ سے نکل کر حوالہ میں داخل ہو جائے گا اور اس پر وہ تمام اعتراضات وارد ہوں گے جو حوالہ پر وارد ہوتے ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر ابوسلیمان عبدالوہاب صاحب عقد بطاقۃ کی تکییف کفالہ سے کرنے پر ''مناقشہ'' کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عقد بطاقۃ کی تکییف میں کفالہ یا ضمان کا قول اس حد تک تو درست ہے کہ تاجر کا حق دین جو کارڈ ہولڈر کے ذمہ ہوتا ہے، اس کا ذمہ قبول کرنا ہے اور کفالہ اور ضمان کی طرح اس کے بھی تین اطراف ہوتے ہیں، لیکن یہ کہنا کہ کریڈٹ کارڈ کے نظام کے عقود کے سلسلے میں صرف کفالہ ہی تکییف پائی جاتی ہے تو یہ مسلّم نہیں، کیوں کہ اس صورت کا قائل ایک جہت سے

کارڈ جاری کنندہ اور کارڈ ہولڈر کے درمیان ہونے والے عقد جب کہ دوسری جانب سے کارڈ ہولڈر اور تاجر کے درمیان پائے جانے والے عقد سے بھی غافل ہے۔ (۹۲)

۵۔فقہائے کرام کی عبارتوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفیل کا انسان حقیقی ہونے کے ساتھ ساتھ مکلّف ،صاحب تبرع اور غیر سفیہ ہونا بھی ضروری ہے، جب کہ عقد بطاقۃ میں کفیل کا انسان حقیقی نہ ہونا واضح ہے، کیوں کہ ماہرین معاشیات کے نزدیک بینک یا کارڈ جاری کرنے والے ادارے شخص قانونی (لیگل پرسن) کی حیثیت سے یہ سب امور انجام دیتے ہیں، شخصِ قانونی کا غیر مکلّف ہونا بھی اظہر من الشمس ہے اور جب وہ حقیقی انسان اور مکلّف نہیں تو صاحبِ تبرع کیسے بنے گا ،غرض شخص قانونی کی بنیاد پر انجام دیئے جانے والے معاملات شرعی نقطہ نگاہ سے کس حد تک کہ گنجائش رکھتے ہیں، مذکورہ بالا امور کی روشنی میں اس کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے، لہٰذا اگر عقد بطاقۃ میں کفالہ کی تکییف مان بھی لی جائے تو وہ اس اعتراض سے خالی نہیں۔

۶۔مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ پانچویں تکییف کفالہ کے بارے میں ''المعاییر الشرعیة'' کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ کفالہ کی تحقق میں تھوڑا سا اشکال ہے مجھے، وہ یہ ہے کہ کفالہ میں مکفول لہ متعین ہونا چاہیے اور یہاں مکفول لہ متعین نہیں، کیوں کہ جب کارڈ جاری کیا تو پتہ نہیں کہ یہ شخص کارڈ لے کر اس کو کہاں جا کر استعمال کرے گا؟ کس بائع سے خریدے گا؟ کس سے نہیں خریدے گا؟ یہ پتہ نہیں، تو کفیل کے لیے ایسی کفالت عامہ ہے جس کا مکفول لہ متعین نہیں تو ایک خرابی تو یہ ہے کفالت ماننے میں، دوسری خرابی یہ ہے کہ کفالہ کہتے ہیں ''ضم الذمة إلی ذمة'' کا مطلب یہ ہے کہ اس کفالت کی وجہ سے مدیونِ اصل بری نہیں ہوتا بلکہ دائن کو یہ حق حاصل ہوتا ہے چاہے اصیل سے مطالبہ کرے یا کفیل سے، تو جو اصیل ہے وہ کفالت کے بعد بری نہیں ہوتا اور اب اس صورتحال (کریڈٹ کارڈ) کا جو معاملہ ہوتا ہے، اس میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جب خریدار نے کریڈٹ کارڈ دکھا کر دستخط کر دیئے تو وہ بری ہو گیا، اب بائع اس سے مطالبہ کسی صورت میں نہیں کر سکتا، تو اس واسطے کفالت کے تحقق میں یہ اشکال ہے کہ مکفول لہ غیر متعین ہو، اصیل کا بری ہو جانا ان دو وجہوں سے اس کو کفالت نہیں کہہ سکتے۔ (۹۳)

کارڈ پر لیے جانے والے مختلف فیسوں، کمیشن اور ٹیکس کا حکم، بینک کا تاجروں سے کمیشن لینے کا حکم، نقد رقم نکالنے پر فیس اور چارجز وصول کرنے کا حکم، سامان کی خریداری کی خدمت پر لی جانے والی فیس، کارڈ کے ذریعہ خریداری کی صورت میں قبضہ کا حکم، کارڈ کے ذریعہ کرنسی کی تبدیلی کا حکم، کریڈٹ کارڈ پر فراہم کیے جانے والے بعض فوائد جن میں قانونی، طبی اور مالی فوائد و انعامات وغیرہ کا حکم معلوم کرنے کے لیے اس موضوع پر عنقریب طبع ہونے والی ہماری کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

(جاری ہے)